ائمہ کرام اور سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کا غیر مسلموں سے نکاح اور محرمات سے متعلق درپیش مسائل کے تناظر میں آراء کا تجزیاتی مطالعہ

A comparison of the perspectives of famous scholars and Sayyid Abul A'la Maududi on marriage with non-Muslims and issues with prohibited relatives

Haq Nawaz
Visiting Lecturer Islamyat, Government Degree College Darora Dir upper
Email: huqnawaz3344@gmail.com

Usman Abbas
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies
University of Engineering and Technology Lahore
Email: raiusman678@gmail.com

Zamir Ahmad
MPhil Scholar, Department of Islamic studies
Kohat University of Science & Technology Kohat (KUST)
Email: mscszamir@gmail.com

Abstract

In the pursuit of a better society, guidelines exist to protect family life from possible risks. Every day, society faces new issues, and offering timely solutions to these challenges assures growth in society. Principles of Islamic jurisprudence exist to protect the safety, improvement, and dignity of family life. All sorts of bad behaviour that have a negative impact on domestic life are condemned by Islamic jurisprudence. "When an illegitimate relationship between a father and a woman arises in any society, whether in majority or minority societies, the issue of marrying a non-Muslim or marrying someone involved in forbidden relationships with a daughter, whether it's marrying her off to someone else, arises." Similarly, in the recent and distant past, the marriage of conjoined twin girls has created a challenging situation. People are faced with such questions and difficulties. Understanding the viewpoint of Islamic law becomes crucial in these delicate and sensitive circumstances." Scholars from all across the world have contributed significantly to the solution of these issues. They have dedicated their entire lives to this purpose. Their publications, fatwas, and discussions have helped to address a variety of challenges. Religious scholars are at the forefront of this subject, providing direction based on evidence, deduction, induction, and the endeavour to establish future answers and principles. Syed Abul Ala Maududi, a distinguished Pakistani scholar, has supplied significant legal advice and scholarly insights.

Keywords: Marriage, Prohibited Relationships, Views, Religious Scholars, Syed Abul Ala Maududi, Societal Issues

بہترین معاشرہ کے پاس خاندان کی زندگی کو لاحق خطرات سے بچنے کے لیے لائحہ عمل موجود ہوتا ہے۔ معاشرہ زندہ لوگوں کی آماجگاہ ہوتی ہے۔ اس میں بسا اوقات جو مسائل پیش آتے ہیں، ان کو حل نہ کرنے کی صورت میں بہت بڑے بگاڑ کے پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ کسی بھی ایک معاشرے میں جب کسی عورت سے باپ کا ناجائز تعلق رہا ہو یا تکثیری اور اقلیتی معاشرے میں غیر مسلم سے نکاح کا مسئلہ پیدا ہو رہا ہو یا ناجائز تعلقات سے بیٹی کے ساتھ نکاح کا مسئلہ پیش آجائے اسی طرح توأم متحد الجسم لڑکیوں کا نکاح کا مشکل مسئلہ بھی قریب دور میں گزرا ہے۔ لوگوں کو اس جیسے دیگر سوالات اور مشکلات کا سامنا بھی ہوتا ہے۔ ان نازک اور حساس معاملات میں شریعت کا نقطہ نظر جاننا لازم ہو جاتا ہے۔ ذیل کے سطور میں انہیں مباحث کا احاطہ کیا گیا ہے۔

جس عورت سے باپ کا ناجائز تعلق رہا ہو

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ تفہیم القرآن میں اس کی پوری تفصیل بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

" ماں کا اطلاق سگی اور سوتیلی، دونوں قسم کی ماؤں پر ہوتا ہے اس لیے دونوں حرام ہیں۔ نیز اسی حکم میں باپ کی ماں اور ماں کی ماں بھی شامل ہے۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ جس عورت سے باپ کا ناجائز تعلق ہو چکا ہو وہ بھی بیٹے پر حرام ہے یا نہیں۔ سلف میں سے بعض اس کی حرمت کے قائل نہیں ہیں، اور بعض اسے بھی حرام قرار دیتے ہیں، بلکہ ان کے نزدیک جس عورت کو باپ نے شہوت سے ہاتھ لگایا ہو وہ بھی بیٹے پر حرام ہے۔ اسی طرح سلف میں اس امر پر بھی اختلاف رہا ہے کہ جس عورت سے بیٹے کا ناجائز تعلق ہو چکا ہو، وہ باپ پر حرام ہے یا نہیں۔ اور جس مرد سے ماں یا بیٹی کا ناجائز تعلق رہا ہو یا بعد میں ہو جائے اس سے نکاح ماں اور بیٹی دونوں کے لیے حرام ہے یا نہیں۔ اس باب میں فقیہانہ بحثیں بہت طویل ہیں، مگر یہ بات بادنیٰ تامل سمجھ میں آسکتی ہے کہ کسی شخص کے نکاح میں ایسی عورت کا ہونا جس پر اس کا باپ یا اس کا بیٹا بھی نظر رکھتا ہو، یا جس کی ماں یا بیٹی پر بھی اس کی نگاہ ہو، ایک صالح معاشرت کے لیے کسی طرح مناسب نہیں ہو سکتا۔ شریعت الٰہی کا مزاج اس معاملہ میں ان قانونی موشگافیوں کو قبول نہیں کرتا جن کی بنا پر نکاح اور غیر نکاح اور قبل نکاح اور بعد نکاح اور لمس اور نظر وغیرہ میں فرق کیا جاتا ہے۔ سیدھی اور صاف بات یہ ہے کہ خاندانی زندگی میں ایک ہی عورت کے ساتھ باپ اور بیٹے کے، یا ایک ہی مرد کے ساتھ ماں اور بیٹی کے شہوانی جذبات کا وابستہ ہونا سخت مفاسد کا موجب ہے اور شریعت اسے ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد ہے کہ " **من نظر الی فرج امرأة حرمت علیه امها و ابنتها-"**

جس شخص نے کسی عورت کے اعضاء صنفی پر نظر ڈالی ہو اس کی ماں اور بیٹی دونوں اس پر حرام ہیں۔" اور **لا ینظر الله الی رجل نظر الی فرج امرأة و ابنتها** "خدا اس شخص کی صورت دیکھنا پسند نہیں کرتا جو بیک وقت ماں اور بیٹی دونوں کے اعضاء صنفی پر نظر ڈالے۔" ان روایات سے شریعت کا منشا صاف واضح ہو جاتا ہے[1]۔

فقہائے کرام کی آراء

احناف

فقہائے احناف کا مسلک یہ ہے کہ شہوت کے ساتھ جو بھی عمل کیا جائے خواہ دیکھنا ہو، چھونا ہو یا بالفعل زنا ہو، یہ سب حرمت مصاہرت کے اسباب ہیں اور ان سے حرمت مصاہرت لازم آتی ہے۔ امام نسفیؒ نے کنز الدقائق میں کہا ہے:

" [illegible] "[2]

زنا کرنا، شہوت کے ساتھ مس کرنا یا شہوت کے ساتھ دیکھنا، حرمۃ مصاہرت واجب کرتی ہیں۔

بحر الرائق میں اس کی تشریح کرتے ہوئے ابن نجیمؒ کہتے ہیں، کہ امام شافعیؒ کے نزدیک ان چیزوں پر حرمت مصاھرت نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ ایک نعمت ہے حرام چیز سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

آگے فرماتے ہیں

" [illegible] "[3]

اور ہمارے لیے دلیل یہ ہے کہ وطئی جزئیت کا سبب ہے کیونکہ اس سے بچہ پیدا ہوتا ہے، حتی کہ اس کی مکمل نسبت ان دونوں میں سے ہر ایک کی طرف ہوتی ہے۔ تو اس عورت کے اصول اور فروع آدمی کے اصول اور فروع کی طرح ہو گئے، اور اسی طرح اس کا عکس بھی ہے (یعنی مرد کے اصول و فروع عورت کے اصول و فروع کی طرح ہیں) اور اپنے جزء پر استمتاع کرنا حرام ہے، اور لمس، نظر وطئی کے لیے سبب ہیں، اسی لیے احتیاطاً وطئی کے قائمقام ہے۔ یہی مضمون انھی الفاظ میں ہدایہ میں بھی ہے۔

مالکیہ

فقہائے مالکیہ کا مشہور مسلک یہ ہے کہ جس عورت سے زنا کیا جائے، اس کی بیٹی یا اس کی ماں سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بس اس کے لیے یہی سزا کافی ہے کہ اس پر حد جاری کی جائے۔

الکافی میں ابو عمر یوسف امام مالکؒ کا مسلک ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

[illegible] "[4]

اگر کسی آدمی نے کسی عورت سے زنا کیا تو اس پر اس عورت سے نکاح حرام نہیں ہو جاتا، اسی طرح اگر اس کی بیٹی کے ساتھ کیا تو بھی یہ عورت اس پر حرام نہیں ہو جاتی، اس کے لیے بس یہی کافی ہے کہ اس پر حد قائم ہو۔ اور جس نے ایک عورت سے زنا کیا اور پھر اس کی امی یا اس کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تو اس کے لیے اس کی ماں یا بیٹی کے ساتھ نکاح حرام نہیں ہے۔ یہ امام مالکؒ کا اصح قول ہے۔ اور یہی قول اہل حجاز کا بھی ہے۔ اور ان سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ زنا اس پر عورت کی امی اور بیٹی حرام کر دیتا ہے، اور یہ حلال وطئی کے قائمقام ہے، یہ قول اہل عراق کا ہے۔ لیکن اصح قول پہلا ہے اور اس پر اہل مدینہ کے فقہاء کا عمل ہے۔

شوافع

شوافع کی رائے بھی امام مالکؒ کی رائے کے ساتھ متفق ہے کہ عورت کو شہوت کے ساتھ چھونا، یا شہوت کے ساتھ دیکھنا، یا بوسہ دینے سے اس کی بیٹی یا ماں اس مرد پر حرام نہیں ہو جاتی، حتیٰ کہ اگر اس کے ساتھ زنا کا بھی ارتکاب کیا گیا تو بھی اس پر حرمت مصاھرت لازم نہیں آتی، امام نوویؒ کہتے ہیں:

[illegible] "[5]

زانی پر اس عورت کے ساتھ جس سے زنا کیا ہو نکاح حرام نہیں ہو جاتا، اور نہ اس کی ماں کے ساتھ اور نہ اس کی بیٹی کے ساتھ۔ اور اسی طرح زانیہ زانی کے والد اور اس کے بچوں پر حرام نہیں ہو جاتی ہے، اور اسی طرح اگر شہوت کے ساتھ بوسہ لگا دیا، یا مسح کیا، اور اس کے شرمگاہ کو شہوت کے ساتھ دیکھا، تو اس پر یہ حرام نہیں ہو جاتی۔

حنابلہ

فقہائے حنابلہ کا مسلک فقہائے احناف کی طرح ہے کہ جو آدمی ایک عورت سے زنا کرے، تو وہ عورت اس مرد کے بیٹوں پر حرام ہو گئی، اور اسی طرح اگر کسی نے اپنی ساس کے ساتھ (نعوذ باللہ) زنا کیا تو اس پر اپنی بیوی حرام ہو گئی، المرداوی الدمشقی نے الانصاف میں لکھا ہے:

[illegible] (6)

اگر کسی نے ایک عورت سے زنا کیا تو وہ اس کے باپ اور بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے، اور اس مرد پر اس عورت کی ماں اور اس کی بیٹی حرام ہو جاتی ہے، جیسا کہ حلال وطئی کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں، اور اگر کسی نے اپنی عورت کی ماں یا بیٹی کے ساتھ زنا کیا تو اس مرد پر بیوی حرام ہو گئی، اس پر نص موجود ہے۔

خلاصہ بحث

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ زنا کی وجہ سے احناف اور حنابلہ کے نزدیک حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، اور امام شافعیؒ اور مالکؒ کے نزدیک ثابت نہیں ہوتی۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ کا مسلک اختیار کیا ہے۔ یہ طبعیت انسانی کو اقرب بھی ہے، اور ایک صالح اور حساس معاشرے کی نشانی بھی ہے۔ اور بہت ساری احادیث سے بھی ثابت ہے، ابن حجر عسقلانیؒ نے نقل کیا ہے:

[illegible] (7)

ایک آدمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کیا کہ اس نے اپنی بیوی کی ماں کے ساتھ بدکاری کی ہے، تو ابن عباس نے کہا کہ تم پر تیری بیوی حرام ہو گئی، اور یہ واقعہ ایسی عمر کے بعد پیش آیا کہ اس مرد کی اپنی اس بیوی سے سات بچے ہو کر بالکل بالغ ہو چکے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ ایسی صورت حال میں نکاح نہ کیا جائے، تاکہ ایک صالح معاشرہ تشکیل پائے۔

نکاح کتابیہ

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

نکاح کتابیہ کے بارے میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس آیت کے تحت لکھا ہے:

"[illegible]"(8)

اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، نکاح کی اجازت صرف انھیں کی عورتوں سے دی گئی ہے اور اس کے ساتھ شرط یہ لگا دی گئی ہے کہ وہ محصنات (محفوظ عورتیں) ہوں۔(9)

دوسری جگہ اس کی پوری تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"قرآن نے اس کے لیے دو شرطیں لگائی ہیں، ایک یہ کہ پاکدامن ہو اور دوسری یہ کہ ایک مسلمان اس سے نکاح کر کے اپنے ایمان کو خطرے میں نہ ڈال بیٹھے۔ اس آیت کی رو سے فاسق وفاجر کتابیات سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے، اور یہ دیکھنا ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جس عورت سے وہ نکاح کرتا ہے وہ اس کے گھر میں اس کے خاندان میں اور اس کے بچوں میں ایسے افعال رائج کرنے کی موجب نہ بنے جو اسلام میں حرام ہے، بے شک وہ اس کو مذہب ترک کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا ہے اور نہ چرچ جانے سے منع کر سکتا ہے، مگر اسے شادی کرنے سے پہلے یہ شرط شامل کر لینی چاہیے کہ وہ اس کی زوجیت میں آنے کے بعد شراب، سور کے گوشت اور دوسری حرام چیزوں سے اجتناب کرے گی، یہ اس کا حق ہے، اور اگر ایسا نہیں کیا اور بعد میں اس کی اپنی اولاد بھی ان حرام افعال میں مبتلا ہوں تو اس کی ذمہ داری میں وہ برابر شریک ہے"(10)

کتابیہ کی تعریف

علامہ بدرالدین عینیؒ کتابیہ کی تعریف کرتے ہوئے البنایہ میں لکھتے ہیں:

"[illegible]"(11)

کتابیات کتابیہ کی جمع ہے، جس کا مذکر "کتابی" ہے اور یہ اس بندے کو کہا جاتا ہے جو اپنے نبی پر ایمان رکھتا ہو اور اپنی کتاب کا اقرار کرتا ہو۔

آئمہ کی آراء

احناف

احناف فقہا کی رائے یہ ہے کہ کتابیہ کے ساتھ نکاح میں کوئی اختلاف نہیں ہے، ان کے ساتھ ایک مسلمان نکاح کر سکتا ہے، امام بدرالدین عینیؒ البنایہ میں لکھتے ہیں:

"[illegible]"(12)

آزاد کتابیہ کے ساتھ مسلمان کے نکاح کے بارے میں آئمہ اربعہ میں سے کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے، اس سے مراد نصرانیہ یعنی عیسائیہ اور یہودیہ ہے، اور وہ عورتیں جنھوں نے داود علیہ السلام کی زبور، ابراھیم علیہ السلام اور شیث علیہ السلام کے صحیفوں پر ایمان لایا ہو۔

آگے کہتے ہیں:

"سامرہ یہود میں سے ہیں، یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے، لیکن امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مناسب ہے کہ یہ اسرائیلی یعنی یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہوں گے۔ البتہ جو سابقہ انبیا ابراھیم، موسیٰ، ادریس علیہم السلام کے صحف پر ایمان رکھنے والی ہیں ان سے نکاح جائز نہیں ہے۔ اہل کتاب کی آزاد عورتوں سے نکاح کا جواز عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، حذیفہ، سلمان اور جابر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

امامیہ کے نزدیک کتابیہ سے نکاح جائز نہیں، البتہ اگر مسلمان عورت نہ ہو تو پھر جائز ہے، کیونکہ وہ مشرک ہیں اور علماء کا سورۃ بقرہ آیت 221 " [illegible] " کی تشریح میں اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں " [illegible] " یعنی اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح تب جائز ہو گا جب وہ ایمان لائے۔[13]

مالکیہ

فقہائے مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ آزاد کتابیات کے ساتھ مسلمان مرد کا نکاح جائز ہے، البتہ باندیوں کے ساتھ مسلمان مرد کا نکاح جائز نہیں ہے، خواہ یہ مرد آزاد ہو یا غلام، ابوزیدؒ فرماتے ہیں:

[illegible] [14]

اللہ تعالیٰ نے ان کافر عورتوں کے ساتھ جو اہل کتاب میں سے نہ ہوں، مباشرت کو حرام کر دیا ہے، خواہ وہ ملک یمینی کی صورت میں ہو یا نکاح کی۔ کتابیات کے ساتھ ملک یمین کی صورت میں مباشرت جائز ہے، اور ان کی آزاد عورتوں کے ساتھ نکاح بھی جائز ہے۔ البتہ ان کی باندیوں کے ساتھ مسلمان کے لیے نکاح جائز نہیں، خواہ یہ مسلمان آزاد ہو یا غلام۔

کفایت الطالب الربانی میں ابوالحسن مالکی نے لکھا ہے:

[illegible] [15]

اور کتابیات باندیوں سے نکاح جائز نہیں ہے خواہ مسلمان مرد آزاد ہو یا غلام، اور خواہ یہ مسلمان، مسلمان عورت کے ساتھ نکاح کی طاقت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو، کیونکہ کتابیہ غیر حرۃ (باندی) کے ساتھ نکاح کی صورت میں اولاد کفار کی غلام بن جاتی ہے۔

ابوالحسن العدوی، کفایت الطالب ربانی کی شرح میں لکھتے ہیں:

[illegible] "

کہ مصنف کا یہ قول کہ "کتابیات کی آزاد عورتوں کے ساتھ مباشرت جائز ہے" سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ نکاح بلا کراہت جائز ہے۔ ابن قاسم کا قول ہے کہ "کہ شاید یحل سے مراد عدم حرمت ہو، جو کہ کراہت سے کوئی ٹکراو نہیں رکھتی"

یہی مذہب علامہ خلیل کا بھی ہے، کیونکہ یہی امام مالکؒ کا قول ہے، اور کراہت والا قول اصل میں دار الحرب میں زیادہ مؤکد ہے، جسے امام مالکؒ نے مکروہ قرار دیا ہے، کیونکہ وہاں شوہر اپنی بیوی کو خنزیر کے کھانے سے، گرجے میں جانے سے منع نہیں کر سکتا ہے، اور یہ چیز بسا اوقات بچوں کی دینی تربیت پر اثر انداز ہو جاتی ہے، اور اسی طرح بسا اوقات یہی عورت حمل کے دوران مر جاتی ہے تو مشرکین کے مقبرے میں دفن کر دی جاتی ہے اور اس کے بطن میں ہونے والا بچہ اسلام کا مکلف ہوا کرتا ہے۔[16]

شوافع

امام شافعیؒ کا مسلک جواز کی حد تک تو باقی آئمہ کے مسلک کی طرح ہے، لیکن ان کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ کتابیات سے نکاح نہ کیا جائے، اپنی کتاب، کتاب الام میں فرماتے ہیں:

"[illegible]"[17]

آزاد کتابیات کا نکاح ہر مسلمان کے ساتھ جائز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بلا استثنا حلال کر دیا ہے، لیکن مجھے یہ پسند ہے کہ مسلمان ان سے نکاح نہ کرے۔

آگے لکھا ہے" وہ اہل کتاب جن کی عورتوں سے نکاح جائز ہے، سے مراد مشہور اہل کتابین یعنی یہود اور نصاریٰ مراد ہیں، نہ کہ مجوس"

حنابلہ

فقہائے حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح جائز ہے، البتہ دوسری کفار خواتین کے ساتھ جائز نہیں ہے، ابن قدامہ حنبلیؒ اپنی کتاب شرح الکبیر میں لکھتے ہیں:

"[illegible]"[18]

کسی مسلمان کے لیے اہل کتاب کی آزاد عورتوں کے علاوہ کسی کافر عورت کے ساتھ نکاح کسی بھی حال میں حلال نہیں ہے۔

آگے کہتے ہیں:

"اہل علم میں سے کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں کے ساتھ مسلمان کا نکاح حلال اور جائز ہے، اور اس کے جواز کی روایت عمر، عثمان، طلحہ، حذیفہ، سلمان اور جابر رضی اللہ عنھم سے منقول ہے، اور خلال نے روایت کیا ہے کہ حذیفہ، طلحہ، جارود بن المعلیٰ اور اذینۃ العبدی نے کتابیات سے نکاح کیا تھا، اور اس پر سارے اہل علم متفق ہیں۔ سوائے امامیہ کے، اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے ([illegible])اور ہمارے لیے دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: [illegible] اور اسی طرح اجماع صحابہ ہے۔ امامیہ جس آیت سے استدلال کرتے ہیں ([illegible]) اہل علم اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ لفظ "مشرک" جب مطلق ذکر ہو جائے تو اس میں اہل کتاب شامل نہیں ہوتے"۔19:

خلاصہ بحث

ان اقوال اور آراسے معلوم ہوا کہ اہل علم، اور فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کافر عورتوں سے نکاح جائز نہیں ، سوائے اہل کتاب کی عورتوں کے ساتھ۔ لیکن اس میں اس کا خیال ضرور رکھنا چاہیے کہ ایسی عورت نہ ہو کہ مرد کے ایمان کے لیے خطرہ ہو، اور یہی بات امام شافعیؒ کی رائے سے فہم میں آتی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک کتابیات کے ساتھ نکاح جائز ضرور ہے، پر بہتر نہیں ہے، شاید اسی وجہ سے کہ عورت مرد پر اثر انداز ہو کر ایمان کو خراب نہ کرے، اور یہی بات مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی بھی ہے کہ جب اس عورت سے مرد کے ایمان کو خطرہ نہ ہو۔ لھذا جواز کی حد تک بالکل جائز ہے اس پر اجماع ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ نکاح نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ناجائز تعلقات سے بیٹی کے ساتھ نکاح

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی رائے

کوئی بندہ کسی عورت سے ناجائز تعلقات رکھے اور اس سے اس کی بیٹی پیدا ہو جائے تو آیا اس ناجائز بیٹی سے اس بندے کا نکاح جائز ہے یا نہیں! اس حوالے سے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ تفہیم القرآن سورۃ النساء کی آیت تحریم کی تشریح میں لکھتے ہیں، کہ ذوق سلیم کے خلاف ہے کہ جانتے ہوئے ایسی لڑکی سے نکاح کیا جائے، لکھتے ہیں:

"اس امر میں اختلاف ہے کہ ناجائز تعلقات کے نتیجے میں جو لڑکی ہوئی ہو وہ بھی حرام ہے یا نہیں۔ امام ابو حنیفہ، مالک اور احمد بن حنبل رحمھم اللہ کے نزدیک وہ بھی ناجائز بیٹی کی طرح محرمات میں سے ہے، اور امام شافعیؒ کے نزدیک وہ محرمات میں سے نہیں ہے۔ مگر در حقیقت یہ تصور بھی ذوق سلیم پر بار ہے کہ جس لڑکی کے متعلق آدمی یہ

جانتا ہو کہ وہ اسی کے نطفہ سے پیدا ہوئی ہے، اس کے ساتھ نکاح کرنا اس کے لیے جائز ہو"[20]

احناف

فقہائے احناف کی رائے اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جس کے نطفے سے جو بھی بچی پیدا ہو جائے وہ اس کی بیٹی ہے، لھذا اس کے ساتھ اس کا نکاح جائز نہیں ہے، بحر الرائق میں اس آیت کے نیچے " [illegible] "لکھا ہے:

[illegible] [21]

بنت میں زنا سے پیدا ہونے والی بیٹی بھی شامل ہے، صریح نص سے ثابت ہے کہ یہ بھی زانی پر حرام ہے، کیونکہ بنت کا دوسرا معنی منقول نہیں ہے، جیسا کہ صلوٰۃ کا منقول ہے، اگر دوسرا کوئی معنی منقول ہوتا تو پھر وہی معنی لیا جاسکتا تھا۔ لہٰذا الغت کے لحاظ سے یہ بھی اس کی بیٹی ہے۔

ابن الہام الحنفیؒ فتح القدیر میں لکھتے ہیں:

[illegible]

اگر کسی زانی نے باکرہ سے زنا کیا اور اس کا حمل ٹھہرا، یہاں تک کہ اس کی بیٹی پیدا ہوگئی، تو اس زانی پر یہی بیٹی حرام ہے، کیونکہ یہ اس کی حقیقی بیٹی ہے اگرچہ یہ اس سے میراث نہیں لے جاسکتی، اور نہ اس زانی پر اس کا نفقہ واجب ہے۔ اور اس بیٹی کی مائیں اس زانی کی اولاد کی مائیں ہیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ " [illegible] "بچہ فراش کے لیے ہے، یعنی جس کے نکاح میں ہے یہ بچہ اسی کا ہے۔ لیکن اس حدیث کا مطلب ہے " [illegible] "کہ وہ بچہ جس پر شریعت کے احکام مرتب ہوتے ہوں اور جو حرمت کی بات ہے تو وہ اس آیت میں ہے " [illegible] "کہ تم پر مائیں اور بیٹیاں حرام کی گئی ہیں۔ اور اس کی منی سے پیدا ہونے والی بیٹی، بیٹی ہے، کیونکہ شرعاً بنت اور ولد کا دوسرا کوئی معنی منقول نہیں ہے۔[22]

مالکیہ

فقہائے مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ بیٹی خواہ زنا سے ہو یا نکاح سے ہو، بیٹی ہی ہوتی ہے۔ اور زنا سے پیدا ہوئی بیٹی کے ساتھ نکاح ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ نکاح سے ہونے والی بیٹیوں سے حرام ہے۔ ابوعبداللہ الخرشی ؒ مالکی مختصر الخلیل میں لکھتے ہیں:

" [illegible] "[23]

جب ایک بندہ کسی عورت سے زنا کرے اور وہ حاملہ ہو کر اس سے لڑکی پیدا ہو جائے تو یہ لڑکی اس مرد پر ایسی حرام ہے جیسا کہ اس پر اس کی حقیقی نسبی بیٹیاں حرام ہیں۔ کیونکہ سب (خواہ نسبی ہو یا زنا سے) اس کی منی سے پیدا ہو گئی ہیں۔ لھٰذا مشہور قول کے مطابق یہ اس کی بیٹی ہے یا بیٹی کی طرح ہے، تو اس پر اس کے اصول و فروع پر حرام ہے۔

شوافع

شوافع کی رائے ہے کہ زانی کے نطفے سے پیدا ہونے والی لڑکی اس کی بیٹی نہیں، بلکہ زانیہ کی بیٹی ہے تو اسی وجہ سے اس زانی کا اس لڑکی سے نکاح ہو سکتا ہے، امام ماوردی الشافعیؒ لکھتے ہیں:

" [illegible] "

عورت کی زنا سے بیٹی پیدا ہو جائے تو یہ زانیہ کی بیٹی ہے نہ زانی کی۔ کیونکہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا قول ہے کہ " [illegible] "(24) کہ بچہ شوہر کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے۔

امام ماوردی فرماتے ہیں کہ یہ بچہ یا بچی اس عورت سے ملحق ہے مرد سے نہیں، کیونکہ اس کی پیدائش اس عورت سے یقینی ہے اور والد سے ظنی ہے۔

جب صورت حال یہ ہے

" [illegible] "[25]

کہ جب ولد الزنا زانی سے ملحق نہیں ہوتا اور عورت ثیبہ (جس کی شادی ہوئی ہو) ہے (یعنی شادی شدہ ہے) تو امام شافعی کے نزدیک زانی کے لیے اس لڑکی کے ساتھ نکاح جائز ہے اگرچہ اس کے لیے اس سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔

اس سے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ امام شافعیؒ کا مطلب یہ ہے کہ ایک طرف تو ایسی عورت ہے کہ اس کا اپنا شوہر موجود ہے تو اگر اس نے اسی حالت میں زنا کیا اور اس کی بیٹی زنا ہی سے پیدا ہوئی لیکن شک یہ بھی ہے کہ شاید اپنے شوہر سے ہو تو لھٰذا اس بیٹی کی نسبت اس مرد زانی کی طرف نہیں ہوتی لھٰذا اس سے اسی وجہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

" [illegible] "

میں کہتا ہوں کہ مرد کے زنا سے پیدا ہونے والی بیٹی اس پر حرام نہیں ہے، تو جس مرد نے کسی عورت سے زنا کیا وہ زانیہ عورت، اور اس کی ماں اس مرد پر حرام نہیں ہوتی، اور اسی طرح اسی عورت کی بیٹی بھی اس زانی مرد پر حرام نہیں ہو جاتی اگر چہ اس کی منی سے کیوں نہ ہو۔

امام نوویؒ اپنی کتاب المحتاج شرح منہاج میں لکھتے ہیں کہ امام شافعیؒ سے کسی نے پوچھا کہ ایک مرد ایسی عورت کی بیٹی سے جس سے زنا کیا تھا نکاح کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے؟ تو امام شافعیؒ نے فرمایا" [illegible]" کہ میں اس کو مکروہ سمجھتا ہوں لیکن اگر وہ نکاح کرے تو میں فسخ بھی نہیں کروں گا۔ یعنی جائز ہے۔[26]

حنابلہ

فقہائے حنابلہ کی رائے جمہور کے قول کے مطابق ہے کہ زنا سے پیدا ہونے والی بیٹی کے ساتھ نکاح جائز نہیں، اور اسی طرح اس کے ساتھ سارے ملحقات کے ساتھ بھی نکاح نہیں کیا جا سکتا ہے۔ امام ابن قدامہ المقدسیؒ المغنی میں لکھتے ہیں:

"[illegible]"

آدمی پر زنا سے پیدا ہونے والی بیٹی کا نکاح حرام ہے، اور اسی طرح زنا سے اس کی بہن، پوتی، نواسی، بھتیجی، بھانجی اس زانی پر حرام ہیں۔ اور یہ عام فقہا کا مشہور قول ہے۔

آگے لکھتے ہیں: امام شافعیؒ کے نزدیک اگر چہ یہ ساری حلال ہیں لیکن

"[illegible]"[27]

یہ اس کی بیٹی ہے کیونکہ یہ اس کی منی سے پیدا ہو گئی ہے، اور یہ ایسی حقیقت ہے کہ یہ حلت اور حرمت کی باتوں سے مختلف نہیں ہو سکتی۔

خلاصہ بحث

سارے ائمہ کے اقوال سامنے آنے کے بعد معلوم ہوا کہ اکثر اہل علم اور فقہا کی رائے اس میں یہ ہے کہ ایسی لڑکی جو زنا سے کسی کے نطفے سے پیدا ہوئی ہو، کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے جیسا کہ نکاح سے پیدا ہونے والی بچیوں کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ سوائے امام شافعیؒ، امام نوویؒ کی رائے کے، کہ وہ فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ نکاح جائز ہے، کیونکہ یہ اس زانیہ کی بیٹی تو یقیناً ہے لیکن زانی کی ہونے میں شک ہے، اور زانی کے لیے پتھر ہے، لیکن امام شافعیؒ کی رائے کو

ذوق سلیم نہیں مانتا، کیونکہ جس کو پتاہو کہ یہ میری بیٹی ہے تو کس کا ذوق اس کو تیار کر سکتا ہے کہ اس کے ساتھ نکاح کرے! البتہ یہ مسئلہ زانی کے ساتھ ذاتی طور پر ملحق ہے، کسی دوسرے کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے، کیونکہ یہ تو اس کو معلوم ہے کہ فلاں لڑکی میرے نطفے سے پیدا ہوئی ہے، تو اس کے لیے دیانتاً چاہیے کہ اس سے اجتناب کرے۔

توأم متحد الجسم لڑکیوں کا نکاح

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کی رائے

متحد الجسم دو لڑکیوں کے نکاح کے بارے سوال کے جواب میں مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے رسائل ومسائل میں لکھاہے:

ان دونوں لڑکیوں کے معاملے میں چار صورتیں ممکن ہیں۔

(1) ایک یہ کہ دونوں کا نکاح دو الگ شخصوں سے ہو۔

(2) دوسری یہ کہ ان میں سے کسی ایک کا نکاح ایک شخص سے کیا جائے اور دوسری محروم رکھی جائے۔

(3) تیسری یہ کہ دونوں کا نکاح ایک ہی شخص سے کر دیا جائے۔

(4) چوتھی یہ کہ دونوں ہمیشہ نکاح سے محروم رہیں۔

ان میں سے پہلی دو صورتیں تو ایسی صریح ناجائز، غیر معقول اور ناقابل عمل ہیں کہ ان کے خلاف کسی استدلال کی حاجت نہیں۔ اب رہ جاتی ہیں آخری دو صورتیں، یہ دونوں قابل عمل ہیں۔ مگر ایک صورت کے متعلق مقامی علماء کہتے ہیں کہ یہ چونکہ [illegible] کی صورت ہے جسے قرآن میں حرام قرار دیا گیا ہے، اس لیے لامحالہ آخری صورت پر ہی عمل کرنا ہو گا۔ بظاہر علما کی یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ دونوں لڑکیاں توأم بہنیں ہیں اور قرآن کا یہ حکم صاف اور صریح ہے کہ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ لیکن اس پر دو سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ ان لڑکیوں کو دائمی تجرد پر مجبور کیا جائے اور یہ ہمیشہ کے لیے نکاح سے محروم رہیں؟ اور کیا قرآن کا یہ حکم واقعی اس مخصوص اور نادر صورت حال کے لیے ہے جس میں یہ دونوں لڑکیاں پیدائشی طور پر مبتلا ہیں؟

میرا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس مخصوص حالت کے لیے نہیں ہے بلکہ اس عام حالت کے لیے ہے جس میں دو بہنوں کے الگ الگ مستقل وجود جمع ہوتے ہیں، اور وہ ایک شخص کے جمع کرنے سے ہی بیک وقت ایک نکاح میں جمع ہو سکتی ہیں ورنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ عام حالات کے لیے حکم بیان کرتا ہے، اور مخصوص، شاذ اور نادر الوقوع یا عسیر الوقوع حالات کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس طرح کے حالات سے اگر سابقہ پیش آجائے

تو تفقہ کا تقاضا یہ ہے کہ عام حکم کا ان پر جوں کا توں چسپاں کرنے کے بجائے صورت حکم کو چھوڑ کر مقصد حکم کو مناسب طریقے سے پورا کیا جائے۔

یہی صورت میرے نزدیک ان دو لڑکیوں کے معاملے میں بھی اختیار کرنی چاہیے جن کے جسم آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ان کے نکاح دو الگ شخصوں سے کرنے یا سرے سے نکاح ہی نہ کرنے کی تجویزیں غلط ہیں۔ان کے بجائے یہ ہونا چاہیے کہ "ان تجمعوا بین الاختین" کے ظاہر کو چھوڑ کر صرف اس منشا کو پورا کیا جائے۔حکم کا منشا یہ ہے کہ دو بہنوں کو سوکناپے کی رقابت میں مبتلا کرنے سے پرہیز کیا جائے۔یہاں چونکہ ایسی صورت حال درپیش ہے کہ دونوں کا نکاح یا تو ایک ہی شخص سے ہو سکتا ہے یا پھر کسی سے نہیں ہو سکتا،اس لیے یہ فیصلہ انھی دونوں بہنوں پر چھوڑ دیا جائے کہ آیا وہ بیک وقت ایک شخص کے نکاح میں جانے پر راضی ہیں یا دائمی تجرد کو ترجیح دیتی ہیں۔اگر وہ پہلی صورت کو خود قبول کرلیں تو ان کا نکاح کسی ایسے شخص سے کر دیا جائے جو انھیں پسند کرے۔اور اگر وہ دوسری صورت ہی کو ترجیح دیں تو پھر اس ظلم کی ذمہ داری سے ہم بھی بری ہیں اور خدا کا قانون بھی(28)

اہل علم کی آراء

اس مسئلہ میں زیادہ مواد نہیں ملے،البتہ "فتاویٰ الشبکۃ الاسلامیہ معدلہ" میں اسی طرح ایک سوال کیا گیا ہے،جس کو جواب کے ساتھ نیچے نقل کیا جاتا ہے:

فتویٰ کو پوری تفصیل کے ساتھ،رقم الفتاویٰ 35255،عنوان ہے

" [illegible] "

فتویٰ دو متحد الجسم بہنوں کے بارے میں،کہ آیا ایک آدمی کے ساتھ ان کا نکاح جائز ہے کہ نہیں؟اور یہ فتویٰ 6 ذوالحجہ،1424 ہجری کو دیا گیا ہے،سوال یہ ہے"

[illegible] ؟"

کہ ایران کی دو متحد الجسم لڑکیاں،کیا ان کے لیے جائز ہے کہ ایک شخص سے ان کا نکاح کیا جائے؟

حمد و ثناء اور درود کے بعد:

" [illegible]

29 [illegible]

[illegible] 23: [illegible] "(29)

سائل کا سوال یہ ہے کہ ایران میں دو جڑواں بہنیں جو کہ دونوں سر جڑے ہوئے ہیں، اور دونوں کی عمر 29 سال ہے، بالغ ہیں، اور اگر ان کو جدا کیا جائے تو مر جاتی ہیں،

ان کے سوال کا جواب یہ ہے کہ ان کے لیے جائز نہیں ہے کہ ایک شخص سے ان کا نکاح کیا جائے، کیونکہ جمع بین الاختین حرام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ حرام ہے کہ آپ دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کریں ، سوائے اس کے جو پہلے گزرے ہیں، (النساء 23) واللہ اعلم۔

فتاویٰ مظہر العلوم

مولانا خلیل احمد محدث سہارنپور ؒ سے کسی نے ایسی شکم پیوستہ لڑکیوں کے نکاح کے بارے میں پوچھا ہے، تو مولانا ؒ نے جواب میں فرمایا:

"ان کے نکاح کی تین صورتیں ہیں،

پہلی صورت: دونوں کا نکاح ایک لڑکے کے ساتھ کیا جائے،

دوسری صورت: دونوں میں سے ایک کا ایک لڑکے کے ساتھ اور دوسری کا دوسرے لڑکے کے ساتھ نکاح کیا جائے،

تیسری صورت: ایک کا ایک لڑکے کے ساتھ نکاح کیا جائے اور دوسری کا سرے سے نکاح نہ کیا جائے،

پہلی صورت قطعاً حرام ہے کیونکہ جمع الاختین کو مستلزم ہے، اور دوسری، تیسری صورت میں نکاح جائز تو ہے، لیکن چونکہ خلوت زوجہ خلوت اجنبیہ کو مستلزم ہے، لہٰذا خلوت ہر ایک کے شوہر کو اپنی زوجہ کے ساتھ حرام ہے تاوقتیکہ جدا نہ ہو جائے۔

خلاصہ بحث

یہ مسئلہ چونکہ نادر الوقوع ہے اسی وجہ سے اس میں دلائل اور آراء بہت کم ہی ملتی ہیں، کوشش کے باوجود یہی دو اقوال ملے، جن کے نزدیک ایسی دو بہنوں کا نکاح ایک فرد کے ساتھ بھی جائز نہیں اور علیحدہ علیحدہ اپنی زوجہ کے ساتھ نکاح کرنے کی صورت میں چونکہ خلوت سے اجنبیہ کے ساتھ خلوت آتی ہے جو کہ حرام ہے تو بالفاظ دیگر وہ بھی جائز نہیں ہے۔

اس مسئلہ میں سید مودودیؒ کی رائے صحیح لگ رہی ہے، کیونکہ اس میں لڑکیوں کی حق تلفی نہیں ہوتی، اور دوسری آراء سرسری لگتی ہیں، کیونکہ جمع بین الاختین عام قاعدہ ہے، نادر حالات کے لیے نہیں ہے، اور ایسی نادر

کیفیات اکثر عام قواعد سے مستثنیٰ ہوا کرتی ہیں۔ لھٰذا اس نادر صورت کو اگر عام قاعدے کے مطابق ڈالا جائے تو عین ممکن ہے کہ یہ لڑکیاں اپنی عفت محفوظ نہ رکھ سکیں، اگر جدا کی جائیں تو مر جائیں گی، اور یہ دونوں ایسی صورتیں ہیں کہ اسلام ان کی اجازت نہیں دیتا، تو اھون البلیتین پہ عمل کر کے دونوں کو ایک ہی مرد کو نکاح پہ دیا جانا چاہیے۔

حوالہ جات

1) مودودیؒ۔ سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، 2014، ج1، ص336ـ35

2) [illegible]

3) [illegible]

4) [illegible]

5) [illegible]

6) [illegible]

7) [illegible]

8) مائدہ، آیۃ5

9) تفہیم القرآن، ج1، ص447

10) رسائل ومسائل، ج3، ص323

11) [illegible]

12) [illegible]

13) [illegible]

14) [illegible]

15) [illegible]

16) [illegible]

17) [illegible]

18) [illegible]

19) [illegible]

20)، تفہیم القرآن، سورت النساء، آیۃ نمبر 23، حاشیہ 35

21) [illegible]

22) [illegible]

23) [illegible]

24) [illegible]

25) [illegible]

26) [illegible]

27) [illegible]

28) رسائل مسائل، ج3، ص254-260

29) [illegible]